
سنہ ۱۳۰۹
لقد کان فی قصصہم عبرة لاولی الالباب
بحمد اللہ والمنۃ کہ درین زمان میمنت اقتران
اور سعادت توامان این کارنامۂ نادرہ عجیبہ
تواریخ عجیبہ
موسوم بہ
سوانح احمدی
مؤلفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بعد نظر ثانی و تصحیح تمام
جناب مولوی امجد علی صاحب دہلوی سلمہ اللہ القوی
در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

کہ حضرت علی رضہ نے حضرت حسن رضہ کو دیکھکر فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور قریب ہے کہ اسکی نسل سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ اسکا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا (یعنی احمد یا محمد) اور وہ تمہارے نبی سے خلق مین مشابہ ہوگا یعنی بہت خلیق ہوگا اور وہ گمراہی کو دور کرکے زمین کو ہدایت اور انصاف سے بھر دیگا۔ اس مظہر انوار نبی کے سوانح ایسے عجیب ہین کہ اسکے مثل کوئی سوانح ناظرین نے نہ دیکھے ہونگے اگر اسکو مجدد تیرھوین صدی یا مہدی وسط کہا جاے تو مبالغہ نہوگا۔ بقول شاعر ع ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی + ہوتی اس عصر مین عصمت بھی اسکے اندر + مگر احتمال ہے کہ نئی روشنی والے انکو ان قصون سے سخت حیرت ہوگی مگر جبکہ وہ اپنے پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح سے مقابلہ کرینگے تو باہم ہر دو سوانح سے تفاوت نپاوینگے بلکہ فی الوقت موازنہ جان لینگے کہ شیخ اور سید صاحب ایک ہی شاہراہ کے راہرو اور ایک استاد کے شاگرد تھے مین نے اس کتاب کو بڑے بڑے معتبر لوگونکی متعدد تحریرون سے نقل کیا ہے جنھون نے ان واقعات کو خود دیکھا ہے میرے نزدیک اس کتاب کی کسی روایت مین دروغگوئی یا مبالغہ کو کچھہ دخل نہین ہے گو بعض مورخون کے بے توجہی سے اکثر واقعات پس و پیش ہوگئے ہین اسی سے مجھکو بالترتیب لکھنے مین بہت دشوار ہوئی کیونکہ جسقدر کتابین مین نے اس سوانح کے جمع کرنیکے لئے فراہم کین اُنمین مورخون نے بوجہ حسن عقیدت صرف خرق عادات و کرامات کو بلا قید تاریخ بے ترتیب بعبارت رنگین دقیق جسکا سمجھنا آسان نہین قلمبند کیا ہے اس سبب سے مطالب کتاب پس و پیش اور بے ٹھکانے تھے جنکے ترتیب دینے اور تحقیقات و صحت کرنے مین عاجز کو دور دور سفر کرنے اور بعض انگریزی کتب سے تاریخ واقعات لینے پڑے اگرچہ اسمین سعی مین عاجز یہ دعوی نہین کرتا کہ کل مطالب تاریخوار اپنے اپنے موقع پر قائم ہوگئے مگر اسمین کچھ شبہ نہین کہ یہ کتاب جامع کل تحریرات سابق اور عام فہم اور نہایت اصح ہوگئی ہے اور اس قابل ہے کہ ناظرین ان قصص سے عبرت پکڑین اور اس ہادی کا متبع اختیار کرین لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۔ ان سوانح کو سلیس اردو عبارت مین لکھکر مین نے ان سوانح کو پانچ حصون پر منقسم کیا ہے **حصہ اول** مین سنہ ۱۲۰۱ھ سے سنہ ۱۲۳۳ھ تک سید صاحب کے ایام طفولیت و درویشانہ زندگی و فیوض باطنی اور ترویج ہدایت و سفر حج و مبلغی کا ذکر ہے **حصہ دویم** اسمین آپکی تعلیمات پُر تاثیر کا بیان ہے علاوہ بیان کے تعلیمات کے صراط المستقیم کو سلیس اردو کرکے بطور رسالہ شامل کر دیا **حصہ سیوم** اسمین شروع سنہ ۱۲۴۱ھ سے تا ۲۴ ذیقعد سنہ ۱۲۴۶ھ آپکی سپاہیانہ اور مجاہدانہ زندگی کا بیان ہے جسمین کل معرکے اور جنگ جو سکھون اور دیگر منافقون سے ہوئے شرح و بسط کیساتھ شامل کئے گئے **حصہ چہارم** مین آپکے خلفا کی ایک فہرست نام بنام مع کسیقدر سوانح ہر حصہ کے درج کرکے اسی حصہ کے آخر مین مولانا اسمٰعیل صاحب شہید اور مولوی شیخ محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی۔ ان بڑے خلیفون کے سوانح بشرح تمام درج کئے گئے **حصہ پنجم** اسمین سید صاحب کے مکاتیب ہین جو انہون نے رؤسا و خوانین وغیرہ کو لکھے ہین (یہ مجموعۂ مکاتیب قابل دید ہے) واللہ المستعان و علیہ التکلان

(حصہ اول حالات ایام طفولیت)

جناب مخزن احمدی جو سید صاحب کے بھانجے اور ہمسن اور ہمیشہ آپکے ساتھ رہے ہین لکھتے ہین کہ جب آپکا سن شریف چار سال چار ماہ چار یوم کو پہنچا تو موافق معمول شرفائے ہند کے آپکے والد بزرگوار نے آپکو واسطے تعلیم کے ایک مکتب مین بٹھلا دیا مگر آپکو تحصیل علم کی کچھہ رغبت نتھی اُسکی طرف بالکل توجہ نکرتے تھے ہر چند آپکا استاد اور باپ بھائی آپکی تحصیل علم کے واسطے کوشش کرتے تھے مگر اُسکا کچھہ اثر آپ پر نہوتا تھا آثار اُمیت مثل نبی امی کے جو بطور میراث آپکی جبلت میں امانت تھے روز بروز ظاہر ہونے لگے تین برس تک آپ مکتب مین رہے مگر سوائے چند سورہ قرآن شریف کے

سنہ ۱۲۰۱ھ لغایت ۱۲۱۱ھ

آپکو کچھ بھی یاد نہوا۔ آخر سید محمد عرفان آپکے والد بزرگوار نے آپکا یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اسکی نوشت وخواند کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو وہ رب الارباب جو مناسب اور مستحسن سمجھیگا اُسکے واسطے مہیا کر دیویگا ۔ جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو آپکا کھیل بھی یہی ہوتا تھا کہ بستی کے ہمسن لڑکون سے ایک لشکر اسلام جمع کر کے بطور جہاد باآواز بلند تکبیرین کہتے ہوئے ایک فرضی لشکر کفار پر حملہ کیا کرتے تھے اور وہ مارا اور یہ فتح ہوا یہی صدائین آپکے لشکر اطفال سے بلند ہوتی تھین۔ آپ مادر زاد ولی تھے چنانچہ مولانا محمد اسمعیل شہید خاتمۂ صراط المستقیم مین تحریر فرماتے ہین کہ "حضرت ایشان (یعنی سید احمد صاحب) از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند و آثار این طریق از وجدان حلاوت مناجات لاسیما در نماز وتعظیم شرع شریف و وفور رغبت در اتباع سنت وکمال نفرت از تلوث بدعت ومیلان طبعی بسوئے طاعات وکراہیت جبلیہ از معاصی وسیئات در خردسالی بر ایشان ظاہر وباہر - القصہ آثار طہارت جبلیہ در جذر طبیعت ایشان پیدا بود وانوار سعادت ازلیہ بر جبین مبارک ایشان ہویدا بود" پھر صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ جب آپ سن تمیز کو پہونچے تو خدمت خلائق اور سلوک اور ترحم ضعیفون اور مسکینون اور یتیمون اور بیوہ عورتون اور بچون سے خواہ وہ شریف ہون یا رذیل آپنے کرنا شروع کیا۔ آپکی یہ کیفیت خدمتگذاری دیکھکر آپکے ہمقوم سیدون کو جو دوسرون سے خدمت کرانے کے عادی تھے سخت حیران ہوتے تھے بلکہ آپکو طعن وملامت کر کے اس شیوہ سے منع بھی کرتے تھے لیکن آپکو اسکی کچھ پرواہ نہ تھی۔ آپنے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا تھا کہ صبح اور شام مسکینون اور بیوون کے گھرون مین جاکر انکا حال پوچھتے اور فرماتے کہ اگر پانی یا لکڑی کی ضرورت ہو تو بے تکلف مجھکو فرماؤ مین اُسکے سرانجام کرنے کو دل وجان سے حاضر ہون اہل محلہ وہمسایہ جو آپ کے بزرگون کے مرید اور معتقد تھے باوجود حاجت کے ایسی خدمات ذلیل آپسے کرانے پر راضی نہوتے تھے بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپکے بزرگون کے غلامان غلام اور خادمان خادم ہین ہم آپکی خدمت کرنیکو تیار ہین نہ کہ اُلٹے آپ ہماری خدمت کرین آپ اسکے جواب مین ایک دفتر فضائل خدمتگذاری ضعفا ومساکین ومحتاجون کا اُنپر اسطرح سے بیان کرتے کہ وہ لوگ مارے رقت کے زار زار رونے لگجاتے اور مجبور آپسے اپنی خدمت کراتے۔ اپنے ہمسایون اور عزیزون کے گھرون مین جاکر جو گھڑا وغیرہ پانی سے خالی پاتے فوراً اُسکو بھر کر لادیتے اور جسکو لکڑی کی حاجت ہوتی تو شادان وفرحان جنگل کو جاکر گٹھہ لکڑیونکا اپنے سر پر رکھکر اُسکے گھر پہونچادیتے اور اُلٹا اُس گھر والے سے کہتے کہ یہ خدمت مجھ سے کراکے تو نے مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ ساری عمر مین اُسکا ممنون ومشکور رہونگا ؞

حالات سفر اوّل لکھنؤ

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ اُنہین ایام مین ہم سات آدمی سادات تکیہ سے کہ اُنمین ایک سید صاحب بھی تھے